سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۸۱

طریق اِلی اللہ

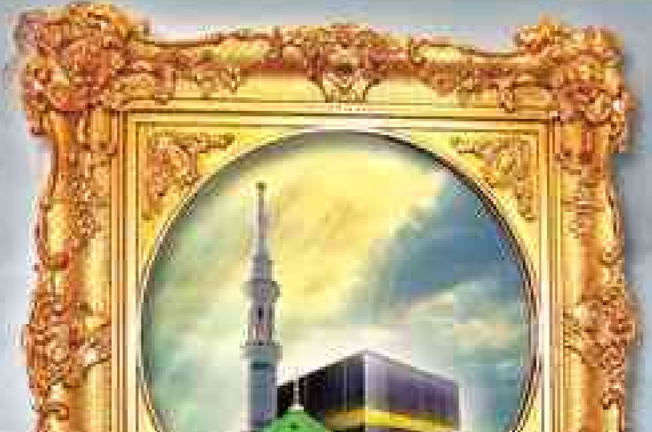

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۱

طریق الی اللہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف وتالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : طریق الی اللہ

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۰ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۵ مئی ۲۰۰۰ء بروز پیر

مقام : جامعہ فاروقیہ، راولپنڈی

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر واشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

عنوانات

اہل اللہ کی اپنے شاگردوں سے محبت ۶
اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کا طریقہ ۷
طلبائے کرام میں علمی استعداد پیدا کرنے والے تین اعمال ۹
علم میں برکت حاصل کرنے کا طریقہ ۹
سایۂ عرش حاصل کرنے کا طریقہ ۱۰
حسن کا شکر کیا ہے؟ ۱۱
اللہ پر فدا ہونے والا غیر فانی ہوجاتا ہے ۱۱
جوانی بچانے والے کام ۱۲
جوانی بچانے والا پہلا کام ۱۳
حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حفاظتِ نظر کا اہتمام ۱۴
گھریلو ملازماؤں سے احتیاط کی تاکید ۱۵
جوانی بچانے والا دوسرا کام ۱۶
جوانی بچانے والا تیسرا کام ۱۷
قرآنِ پاک سے مسائلِ سلوک پر استدلال ۱۷
ذکرِ اسمِ ذات کا ثبوت ۱۷
تبتّل کا ثبوت ۱۸
محبت سے ذکر کرنے کا ثبوت ۱۸
ذکر اللہ تَبَتُّل کا ذریعہ ہے ۱۹
استغفار اور توبہ کے مفاہیم میں فرق ۲۱
ذکرِ نفی و اثبات اور توکل کا ثبوت ۲۲
اقوالِ مخالفین پر صبر اور ھجرانِ جمیل کی تفسیر ۲۳
تہجد کا آسان طریقہ ۲۴
وسیلہ کا مدلل ثبوت ۲۵
سلوک کے آخری اسباق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدا ہی میں کیوں دیے گئے؟ ۲۵

www.khanqah.org

طریق الی اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ﴿۸﴾

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا ﴿۹﴾

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا ﴿۱۰﴾[۱]

حضراتِ سامعین، طلبائے کرام و مہتمم صاحب دامت برکاتہم! حافظ صاحب کے خلوص و محبت اور بار بار تقاضے سے اس شدید گرمی میں باوجود بیماری کے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہاں آنے کی توفیق اور ہمت دی اور میں حق تعالیٰ کی اس رحمت کا شکر گزار ہوں کہ بارش ہوگئی جس سے گرمی میں اعتدال آگیا۔

میں نے جو آیات تلاوت کیں ان کی تفسیر سے پہلے طلبائے کرام کے لیے کچھ خصوصی نصیحتیں پیش کرتا ہوں۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر طلبائے کرام تین کام کرلیں، تو وہ بہت قابل عالم ہوں گے اور ان کی قابلیت اور استعداد کی میں ضمانت لیتا ہوں: نمبر ۱۔ رات کو کتاب کا مطالعہ کریں۔ قطب العالم مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بلا مطالعہ پڑھنا اور پڑھانا دونوں حرام ہیں۔ اس بات کو میں اپنے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سن چکا ہوں۔ میرے شیخ ایک واسطے سے بخاری شریف میں قطب العالم مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے

---

[۱] المزمل: ۸-۱۰

شاگرد تھے یعنی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف پڑھی اور میرے شیخ نے مولانا ماجد علی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور میں نے اپنے شیخ سے پڑھی، گو اقتباساً اقتباساً پڑھا، سبقاً سبقاً بالاستیعاب پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔

اہل اللہ کی اپنے شاگردوں سے محبت

مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتے تھے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا تعلق تھا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانے میں استادوں کو اپنے شاگردوں سے کیسی محبت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں ضروری کام سے جا رہا ہوں شام تک آجاؤں گا جب شام تک نہیں آئے اور سورج ڈوب گیا تو مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قطب العالَم اپنے شاگرد کی یاد میں تڑپنے لگے اور اپنے گھر کے صحن میں ٹہل ٹہل کر روتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے ؎

او وعدہ فراموش تو مت آئیو اب بھی
جس طرح سے دن گزرا گزر جائے گی شب بھی

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے زمانے میں اللہ والوں کو اپنے شاگردوں سے کیسی محبت ہوتی تھی۔ یہ روایت میں اپنے مرشد شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست مرفوعاً نقل کر رہا ہوں، اس میں میرے سوا کوئی اور واسطہ نہیں ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور مجھ سے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس طرح زیارت کی کہ آپ کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے میں نے دیکھے اور خواب ہی میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا عبد الغنی نے آج اپنے پیارے رسول کو خوب دیکھ لیا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں عبد الغنی! تم نے آج اپنے رسول کو خوب دیکھ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی شخصیت کے ساتھ مجھے سترہ سال رہنے کی سعادت، بلا استحقاق محض اپنے کرم سے عطا فرمائی۔ اور میرے شیخ

www.khanqah.org

جب بھی اپنے شیخ حضرت تھانوی کی خدمت میں تھانہ بھون حاضر ہوتے تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ چند قدم آگے بڑھ کر ان سے معانقہ فرماتے اور یہ مصرع پڑھتے ؎

اے آمدنت باعثِ صد شادیٔ ما

اے عبدالغنی! تمہارے آنے سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ایک مرتبہ تھانہ بھون میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط ان کا نام لیے بغیر پڑھ کر سنایا، اُس وقت وہاں سلطان پور کے ایک بزرگ حاجی عبد الواحد صاحب بھی بیٹھے تھے، انہوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے مرشد کا خط حکیم الامت نے پڑھ کر سنایا تھا جس میں شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریر میں یہ لکھا تھا کہ حضرت جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو مجھ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں۔ یہ جملہ پڑھ کر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص اس زمانے کا صدّیق ہے۔حاجی عبدالواحد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ یہ خط سنا کر حکیم الامت کسی کام سے گھر تشریف لے گئے تو میں نے اس خط کو دیکھا تو اس پر عبدالغنی اعظمی لکھا ہوا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت کو لکھا کہ میں تھانہ بھون حاضری کی اجازت چاہتا ہوں۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ اجازت چہ معنیٰ، بلکہ اشتیاق! یعنی میں تو خود آپ کا مشتاق ہوں۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ جن کے قلب میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی دولت عطا فرماتے ہیں تو اللہ والے دوستوں سے مل کر ان کے قلب کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے ؎

پیشِ ما باشی کہ بختِ ما بود

جانِ ما از وصلِ تو صد جاں شود

اے میرے اللہ والے دوست! تم میرے سامنے رہا کرو تو میری خوش نصیبی ہو گی، تمہاری ملاقات سے میری جان سو جان ہو گئی۔ اللہ والی محبت کا خوشی سے یہ حال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کا طریقہ

تو مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث کے والد مولانا یحییٰ صاحب

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھا کرتے تھے۔ مولانا یحییٰ صاحب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور مولانا ماجد علی صاحب بیعت سے انکار کرتے تھے۔ جب کبھی وہ مشورہ دیتے کہ اتنا بڑا قطب العالم پھر کہاں ملے گا، ان سے بیعت ہو جاؤ تو ہنس کر فرماتے کہ بھائی ہمیں آزاد ہی رہنے دو مگر مولانا یحییٰ صاحب ان کے پیچھے لگے رہتے تھے کہ یہ کسی طرح اس اللہ والے کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرنے کا کوئی راستہ نہیں سوائے سچے پیر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے، سچے اللہ والے متبعِ شریعت اور سنت کے ہاتھ پر جب کوئی بیعت ہوتا ہے تو سلسلہ در سلسلہ اس کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے صحابہ! نبی کے جس ہاتھ پر تم بیعت ہو رہے ہو یہ گویا اللہ کا ہاتھ ہے **يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ**[۲] نبی کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے تو اس طرح صحیح سلسلہ میں بیعت ہونا گویا کہ سلسلہ بسلسلہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ مصافحہ ہے، روئے زمین پر کوئی راکٹ، کوئی ہوائی جہاز، کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس سے بندے کا اللہ تعالیٰ سے مصافحہ ہو جائے کیوں کہ سلسلہ در سلسلہ یہ ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے تو بتائیے صحابہ کرام کو اللہ کے ہاتھ کا مصافحہ نصیب ہوا کہ نہیں؟ تو اس سلسلہ کی بڑی برکت یہ ہے کہ اگر سنت وشریعت کا پابند سچا پیر ہو تو یہ ہاتھ سلسلہ بسلسلہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔

بہر حال! جب مولانا یحییٰ صاحب نے دیکھا کہ مولانا ماجد علی صاحب مرید ہونے سے کترا رہے ہیں تو انہوں نے ایک ترکیب نکالی۔ جب بخاری شریف پڑھتے ہوئے وقفہ ہوا تو خود ہی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر دیا کہ حضرت! مولانا ماجد علی کو بیعت کر لیجیے، مولانا گنگوہی نے سمجھا کہ شاید مولانا ماجد علی نے مولانا یحییٰ کو اپنا نمایندہ بنایا ہے فوراً ہاتھ بڑھا دیا، جب قطب العالم نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو پھر مولانا ماجد علی کو ہمت نہ ہوئی کہ اتنا بڑا قطب العالم ہاتھ بڑھائے اور وہ اپنا ہاتھ کھینچ لیں، اتنی بدتمیزی اور بے ادبی کی ہمت کون کر سکتا تھا، بس داخلِ سلسلہ ہو گئے۔

۲؎ الفتح: ۱۰

میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی مولانا یحیٰی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اشکبار آنکھوں سے شکریہ کا خط لکھتے رہے کہ آپ کا احسانِ عظیم ہے کہ مجھ جیسے آزاد منش کو مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرا کے اللہ کی محبت کی زنجیروں میں گرفتار کرلیا۔ مولانا ماجد علی کا علم اتنا تھا کہ حکیم الامت ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے۔

طلبائے کرام میں علمی استعداد پیدا کرنے والے تین اعمال

تو حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر طالبِ علم حضرات تین کام کرلیں، تو میں ان کے قابل عالم ہونے کی ضمانت لیتا ہوں: نمبر ایک رات کو مطالعہ کریں اور مجہولات سے معروفات کو الگ کرلیں کہ کیا سمجھا اور کیا نہیں سمجھا، جو سمجھ میں نہیں آیا اس کو ذہن نشین کرلیں۔ دوسرا عمل یہ ہے کہ استاذ کے سامنے اپنے مجہولات کو معروفات بنانے کی کوشش کریں کہ رات میں جو ہم نے نہیں سمجھا تھا اب اس کو اپنے استاذ کی تقریر سے سمجھ لیں کہ یہ حصہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا تھا اب سمجھ میں آگیا تو اس طرح مجہول کی جہالت دور ہوگئی۔ اور نمبر تین یہ ہے کہ کسی طالبِ علم سے تکرار کرلیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بس ان تین اعمال کے بعد میں اس عالم کے قابل ہونے کی اور استعداد کی ضمانت لیتا ہوں، ہر وقت رٹّا لگانے کی ضرورت نہیں ہے، ان شاء اللہ ان ہی تین اعمال کی بدولت صلاحیت اور ملکہ پیدا ہو جائے گا، چاہے پڑھا ہوا یاد رہے یا نہ رہے، مگر عبارت سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

علم میں برکت حاصل کرنے کا طریقہ

لیکن ایک بات عرض کردوں کہ علم کی برکت اور ہے اور محنت اور ہے۔ برکت کی تعریف امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مفردات القرآن میں لکھی ہے کہ برکت کے معنٰی فیضانِ رحمتِ الٰہیہ ہیں۔ یعنی اللہ کی رحمت کی بارش، تو برکت حرکت سے کہیں زیادہ مفید ہے، کتنی ہی محنت کرلو لیکن جس کے اندر برکت ہوگی اس کا مقابلہ محنت کرنے والا نہیں کرسکتا اور برکت دو وجہ سے آتی ہے: نمبر ا۔ اساتذہ کا ادب کرو، کسی استاذ کی غیبت مت کرو،

قلباً و قالباً ان کا احترام کرو، جب سامنے آئیں فوراً سلام کرو، ان کے سلام کا انتظار کرنے کے بجائے خود سلام میں پہل کرو اور نمبر ۲۔ اپنی جوانی کو غلط استعمال مت کرو۔

سایۂ عرش حاصل کرنے کا طریقہ

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو جوان اپنے عالمِ شباب کو اللہ پر فدا کردے:

شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ... الخ[۳]

جو اپنی جوانی کی اُٹھان کو اپنے رب کی عبادت میں استعمال کرلے اس کو قیامت کے دن عرش کا سایہ ملے گا۔ یہ بخاری شریف کا متن ہے مگر شارحِ بخاری علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ چودہ جلدوں کی شرح فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ایک روایت اور آئی ہے:

شَابٌّ اَفْنٰی نَشَاطَهٗ وَ شَبَابَهٗ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ[۴]

جو جوان اپنی جوانی کو اپنے رب پر جلا کر خاک کردے، اپنی خواہشات کا غلام نہ بنے اور بُری بُری خواہشوں سے یہ اعلان کردے ؎

جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

اے نفس! مجال نہیں ہے کہ تو مجھ پر غالب آجائے، میں اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کروں گا چاہے میری جوانی رہے یا نہ رہے، ایک جوانی کیا چیز ہے؟ اگر ہم ایک کروڑ جوانی بھی اللہ پر فدا کردیں تو اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

تو ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ جو جوان اپنی جوانی کو اللہ پر فدا کردے اور جوانی کی حرام خوشیوں کو فنا کردے تو اس کو بھی عرش کا سایہ ملے گا، اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری فتح الباری میں مزید فرمایا کہ:

شَابٌّ جَمِیْلٌ دَعَاهُ الْمَلِكُ لِیَتَزَوَّجَ بِنْتَهٗ بِهٖ فَخَافَ اَنْ یَّرْتَكِبَ بِهِ الْفَاحِشَةَ فَامْتَنَعَ[۵]

---

۳ صحیح البخاری: ۹۱/۱، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوۃ، المکتبۃ المظھریۃ

۴ فتح الباری: ۱۴۵/۲، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوۃ، مطبوعۃ بیروت

۵ فتح الباری للعسقلانی: ۱۴۷/۲، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوۃ، دار المعرفۃ، بیروت

ایک خوبصورت جوان کو بادشاہ نے بلایا تاکہ اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردے، مگر وہ بادشاہ عادت کا اچھا نہ تھا، اس نوجوان کو ڈر لگا کہ یہ بیٹی تو دے گا، مگر میرے حسن کو غلط استعمال کرے گا، میرے ساتھ بدفعلی کرے گا لہٰذا اس نے انکار کردیا کہ ہم آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔ تو علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بھی عرش کا سایہ دے گا کیوں کہ اس نے اپنی جوانی کو اللہ پر فدا کردیا۔

حسن کا شکر کیا ہے؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ یوسف کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حسن کا شکریہ کیا ہے؟ اگر خدائے تعالیٰ کسی کو حسین پیدا کریں تو حسن کا شکریہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں:

فَاِنَّ شُکْرَ الْحُسْنِ اَنْ لَّا یُشَوِّھَہٗ فِیْ مَعَاصِی اللہِ تَعَالٰی شَانُہٗ[۶]

جس کو اللہ حسین پیدا کرے، اس کے حسن کا شکریہ یہ ہے کہ اپنے حسن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرے، جس نے حسن دیا ہے اُسی پر حسن کو فدا کرے، جس نے دردِ دل دیا ہے اُسی پر دردِ دل کو فدا کرے۔ اب رہ گیا کہ جوانی اللہ پر کیسے فدا ہو؟ تو اس کے لیے علمِ دین حاصل کرنے میں جان گھلائے، بہترین جید عالمِ دین بنے، حاشیہ دیکھے، شروح دیکھے، متن کو حل کرے یہاں تک کہ اعراب بھی دیکھے کہ کس باب سے ہے۔ جو اس غم میں گھل جائے وہ بہترین عالمِ دین ہوگا، لیکن جوانی میں تین کام ایسے ہیں کہ جوان تین کاموں سے بچ جائے گا اس کی جوانی مرتے دم تک جوان رہے گی، اس کے بال سفید ہوجائیں گے، مگر اس پر عالمِ شباب کی کیفیت طاری رہے گی، کیوں کہ اس نے اپنے شباب کو اللہ پر فدا کیا ہے۔

اللہ پر فدا ہونے والا غیر فانی ہوجاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے:

مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللہِ بَاقٍ[۷]

---

۶ روح المعانی:۱۳/۵۰،دار احیاء التراث،بیروت،ذکرہ فی اشارات سورۃ یوسف

۷ النحل:۹۶

جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے، فنا ہو جانے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہٰذا اگر تم نے اپنی جوانی ہم پر فدا کر دی تو تمہاری جوانی غیر فانی ہو جائے گی، تمہاری فانی جوانی کے بدلے میں ہم تم کو غیر فانی جوانی دیں گے۔ کالے بال اگر اللہ پر فدا ہوئے تو سفید تو ہو جائیں گے مگر ان کی روحانی جوانی قائم رہے گی، اللہ والا جتنا بوڑھا ہوتا جائے گا اتنا ہی اس کی روحانی کیفیت میں تیزی آتی جائے گی۔ مولانا رومی اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب شراب پرانی ہو جاتی ہے تو تیز ہو جاتی ہے، اس کا نشہ بڑھ جاتا ہے تو جب اللہ والے عبادت کرتے کرتے بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کے بڑھاپے سے یہ مت سمجھو کہ اب یہ کچھ نہیں ہیں، ان کے بڑھاپے میں اللہ کی محبت کی شراب پرانی ہو کر اور تیز ہو جاتی ہے، جوانی میں دو گھنٹہ تقریر کرنے پر جو اثر ہوتا تھا وہی اثر اب دس منٹ کی بات پر ہو جاتا ہے، کسی بوڑھے اللہ والے کی دس منٹ تقریر سن لو، وہ دس گھنٹے کی تقریر سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ اب مولانا رومی کا شعر سن لیں، فرماتے ہیں۔

خود قوی تر می شود خمر کہن
خاصہ آں خمرے کہ باشد من لدن

دنیاوی شراب جتنی پرانی ہوتی جاتی ہے قوی تر ہوتی جاتی ہے اور جو شراب اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو پلاتا ہے مت پوچھو کہ اس کے نشے کا کیا حال ہوتا ہے، دنیاوی شراب جو **مُخْرَجْ مِنَ الْاَرْضِ** ہے جب اس کے اندر مست کر دینے والے نشے کی خاصیت ہے تو جو اللہ والے **مُنَزَّلْ مِنَ السَّمَاءِ** پیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان والی پیتے ہیں تو کیا اس کے اندر اللہ کی محبت میں مست کر دینے والی خاصیت نہ ہو گی؟ اس پر میرا ایک شعر ہے۔

میرے پینے کو دوستو سن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے

جوانی بچانے والے کام

میں عرض کر رہا تھا کہ جوانی بچانے کے لیے نظر کی حفاظت کرو کیوں کہ مشکوٰۃ شریف

www.khanqah.org

کی روایت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو حسین لڑکوں یا نامحرم عورتوں کو دیکھتا ہے اے خدا! اس پر لعنت فرما لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ[8] تو جس کی زندگی لعنتی ہوگی وہ ولی اللہ کیسے ہو سکتا ہے اور عالمِ ربّانی یعنی اللہ والا عالِم کیسے بن سکتا ہے؟ اس لیے سب سے پہلی نصیحت یہ کرتا ہوں کہ جوانی میں کسی عورت کو خواہ کتنی ہی حسین ہو مت دیکھو، اگر اس کے فرسٹ فلور پر اچانک نظر پڑ جائے تو ناف کے اوپر کے مال کی وجہ سے نیچے کے مال کے دھوکے میں مت آؤ کیوں کہ اوپر سے شیطان تم کو پش (Push) کرے گا، دھکا دے گا پھر تم ناف کے نیچے جو پیشاب، پاخانہ اور گندی ہوا کی گٹر لائنیں ہیں ان میں گھس جاؤ گے، جو لوگ نیچے کی طرف نظر رکھتے ہیں، نیچے کا مال ڈھونڈتے ہیں یہ نیچ قوم ہیں، یہ نیچے لوگ ہیں۔

نیچے پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مناظرے میں ایک مخالف نے کہا کہ مفتی صاحب! میں نے آپ کو نیچا دِکھا دیا۔ حضرت نے جواب دیا بے شک میں نے آپ کا نیچا دیکھ لیا، بس سارا مجمع ہنس پڑا۔ پھر اس مخالف نے کہا کہ آپ میں اور سور میں کیا فرق ہے؟ حضرت کا اسٹیج مخالف کے اسٹیج سے بیس فٹ کے فاصلے پر تھا، حضرت جواب میں کچھ نہیں بولے کہ ہم میں اور سور میں کیا فرق ہے، خاموشی سے اسٹیج سے نیچے اُترے اور اپنے ہاتھ سے اپنے اور مخالف کے اسٹیج کا فاصلہ ناپا جو بیس ہاتھ تھا اور پھر واپس آ گئے، مجمع حیران ہو رہا تھا کہ یہ کیسی پیمائش ہو رہی ہے؟ جب اپنے اسٹیج پر آ گئے تو فرمایا کہ مجھ میں اور سور میں بیس ہاتھ کا فرق ہے۔

جوانی بچانے والا پہلا کام

تو یہ مضمون جو عرض کر رہا ہوں کہ جوانی بچانے کے لیے تین اعمال ضروری ہیں۔ اگر میں طبیہ کالج سے طب نہ پڑھتا تو آج یہ راہ نمائی نہیں کر سکتا تھا، میں حکیم بھی ہوں، میں نے جوانی کو ضائع کرنے والے جوانوں کا معاینہ کیا ہے اور ان کے اسبابِ بربادی پر ریسرچ کی ہے کہ جوانی کس طرح برباد ہوتی ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ زیادہ نہیں بس تین کام کر لو:

---

[8] کنزالعمال:۳۳۸/۷(۱۹۱۶۲)،فصل فی احکام الصلوۃ الخارجۃ،مؤسسۃ الرسالۃ

نمبر ا۔ کسی نامحرم عورت کو مت دیکھو چاہے اپنی بھابھی کیوں نہ ہو، کتنی ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو، کوئی آپ کو کتنا ہی بدنام کرے کہ آپ ہم کو کیوں نہیں دیکھتے؟ آپ کہہ دیجیے کہ نظر کی حفاظت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، میں آپ کو خوش کروں یا اللہ کو خوش کروں؟ اللہ بڑھ کر ہے یا تم بڑھ کر ہو؟ اگر ایئر ہوسٹس اعتراض کرے کہ مولانا! کیا آپ کا اسلام یہی ہے کہ ہم کو دیکھتے ہی نہیں؟ تو اگر انگریزی جانتے ہو تو ان کو انگریزی میں بتاؤ، اگر اردو جانتے ہو تو اردو میں بتاؤ کہ یہ ہمارے اللہ کا حکم ہے، جس نے ہم کو آنکھ دی ہے اس کا حکم ہے کہ ہم آپ کو نہ دیکھیں۔ اب میرا ایک شعر سن لو۔

وہ آگئے جب سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

اور یہ بھی میرا شعر ہے۔

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

اور اگر شیطان کہے کہ بدنظری کر لو بہت مزہ آئے گا اور گجراتیوں کو گجراتی زبان میں سکھاتا ہے کہ بہت مجا آئے گا تو اس کا جواب بھی سن لو۔

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے دوستو مولیٰ میرا ناراض ہوتا ہے

نفس کتنا ہی کہے، کتنا ہی تڑپے مگر آپ راولپنڈی کی سڑکوں پر بھی نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور اپنے گھروں میں، رشتہ داروں میں جاؤ تو بھی کسی نامحرم خاتون کو مت دیکھو، ایسے ہی اپنی کلاس کے جن لڑکوں میں کشش ہے ان کو بھی مت دیکھو، یہ حدیث کا حکم ہے اور ہمارے اکابر نے بھی اس معاملے میں سخت احتیاط سے کام لیا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حفاظتِ نظر کا اہتمام

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

www.khanqah.org

وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ صَبِيْحًا وَكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يُجْلِسُهٗ فِيْ دَرْسِهٖ خَلْفَ ظَهْرِهٖ مَخَافَةَ خِيَانَةِ الْعَيْنِ مَعَ كَمَالِ تَقْوَاهُ[۹]

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے نکاح کیا تھا، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے سوتیلے بیٹے بھی تھے لیکن پڑھائی کے زمانے میں ان کے حسن کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے۔ میرے مرشد شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خوب داڑھی آگئی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چراغ کی روشنی میں ان کی داڑھی ہلتے دیکھی تو فرمایا کہ اب سامنے بیٹھ جاؤ۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھتیجے مولوی شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے جو خانقاہ تھانہ بھون کے مہتمم تھے کہ میری تنہائیوں میں بے ریش لڑکوں کو مت بھیجا کرو۔ یہ ہے اللہ والوں کا عمل!

گھریلو ملازماؤں سے احتیاط کی تاکید

جنوبی افریقہ میں ایک صاحب نے کہا کہ ہمارے گھر کام کاج کرنے ایک جوان کالی ماسی آتی ہے، جب میرے بال بچے اپنے ماں باپ کے یہاں جاتے ہیں اور گھر خالی ہوتا ہے تو جب تک وہ ماسی گھر میں کام کرتی ہے اتنی دیر تک میں باہر بیٹھا رہتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ بھی جائز نہیں ہے، جب تک تمہارے بال بچے گھر نہ آجائیں ماسیوں سے کہہ دو کہ اتنے عرصہ تک تم ہمارے گھر نہیں آنا، جب میرے بال بچے آجائیں تب ٹیلی فون کرکے آنا، فلسفہ کا قاعدہ ہے کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے، یعنی اگر تمہیں ایک کام کرنے کی طاقت ہے تو اس کام کے نہ کرنے کی بھی طاقت ہو، اس کا نام قدرت ہے۔ لہٰذا جس طاقت سے تم باہر بیٹھے ہو وہی طاقت تم کو اندر بھی لے جاسکتی ہے، جو طاقت تمہیں باہر بٹھا سکتی ہے وہی طاقت تمہیں اندر بھی لے جاسکتی ہے، موٹر جتنا آگے جاسکتی ہے اتنا ہی پیچھے بھی جاسکتی ہے، کسی دن نفس غالب ہوگا تو باہر سے اندر پہنچادے گا۔ اصل متقی وہ ہے جو شبۂ معصیت

---

۹ ردالمحتار: ۹/۵۲۵، فصل فی النظر والمس من کتاب الحظر والاباحۃ، دار عالم الکتب، ریاض

سے بھی بچے، لہٰذا اس پر بھی مت جاؤ کہ یہ حسین ہے یا نہیں، ہم حسن کے ریسرچ آفیسر نہیں ہیں، شبۂ حسن سے بھی احتیاط کرو۔

جب میرا استنبول کا سفر ہوا تو راستے میں ایک صاحب بہت بول رہے تھے، جب استنبول آگیا تو میں نے کہا کہ آگیا استنبول، اب بول کیا بولتا ہے؟ وہاں بہت زیادہ عریانی اور فحاشی ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں شیطان ایک طریقے سے تم کو گمراہ کرے گا کہ ہم مولانا لوگ ہیں، ان عورتوں کو خوب اچھی طرح دیکھو تاکہ اپنے اپنے ملکوں میں یہاں کی فحاشی کی بُرائیاں پیش کریں کہ وہاں عورتوں کا ایسا لباس ہے اور ایسی عریانی اور بے پردگی ہے۔ ان کا جغرافیہ بیان کرنا اور ان عورتوں کو دیکھ دیکھ کر ان کے حسن کی ریسرچ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے ریسرچ آفیسر، تفتیشی افسر نہیں بنایا ہے، لہٰذا ان عورتوں سے بھی نظر بچاؤ اور لڑکوں سے بھی نظر بچاؤ۔

جوانی بچانے والا دوسرا کام

اور ایک کام سے اور بچنا ہے جو جوانی برباد کردیتا ہے یہاں تک کہ آدمی شادی کے قابل بھی نہیں رہتا، وہ ہے استمناء بالید، ہینڈ پریکٹس، بیت الخلاء میں گئے اور صابن لگا کر منی نکال دی، ابھی حال ہی میں ایک نوجوان جس نے اپنی صحت خراب کرلی تھی اسے پچاس ہزار روپے مہر دے کر اپنی بیوی کو طلاق دینی پڑی، وہ بھی ہاتھ سے منی نکالتا تھا، اس کی بیوی نے خط لکھا کہ اس کی صحت خراب ہے اور مزاج بہت رومانٹک ہے، دیر تک گود میں بٹھاتا ہے چومالیتا ہے مگر اس کے اندر دم نہیں ہے، جو اصلی کام ہے اس کی طاقت نہیں ہے، لہٰذا مجھے اس سے طلاق دلواؤ چناں چہ اسے طلاق دینی پڑی اور پچاس ہزار روپے مہر بھی دینا پڑا۔

اگر میرا بس چلتا تو میں تمام عالَم کے مدارس اور اسکولوں میں یہ تقریر کرتا تاکہ نوجوانوں کی جوانی تباہ نہ ہو اور ان کو شرمندگی نہ ہو مگر اتنی طاقت نہیں ہے۔ لیکن میری ایک کتاب ہے اس کا نام ہے ’’روح کی بیماریاں اور ان کا علاج‘‘ اگر بڑی کتاب نہ خرید سکو تو میرا ایک مختصر رسالہ ہے ’’عشقِ مجازی اور بدنظری کا علاج‘‘ اگر چاہو تو یہ رسالہ مفت منگالو۔ لاہور میں ہماری خانقاہ ہے، وہاں سے ہمارے وعظ مفت میں ملتے ہیں، ایک کارڈ اور ڈاک خرچ بھیجنا پڑے

www.khanqah.org

گا، وہاں کا پتا یہ ہے: خانقاہ امدادیہ اشرفیہ نزد جامع مسجد قدسیہ، چڑیا گھر، لاہور۔

ایک مسئلہ اور سنو، میں ابھی بہاول نگر گیا تھا، وہاں عورتوں کے لیے قنات کے پردے کا انتظام کیا گیا تھا تو عورتوں نے اچانک قنات ہٹا کر پنجابی میں کہا کہ ''پیر نوں چنگی طرح ویکھن دیو'' میں نے ڈانٹ کر کہا کہ یہ جائز نہیں ہے، خبردار! جو عورتیں باہر آئیں۔ پھر میں نے پردے کے بارے میں قرآن و حدیث کے احکامات بتائے۔ تو تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جس کی جوانی بچ گئی وہ بڑھاپے تک بالکل جوان رہتا ہے۔ اس شخص پر یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جس کا عالمِ شباب تقویٰ سے گزر جائے اور وہ کسی ولی اللہ اور صاحبِ تقویٰ کے پاس پہنچ جائے۔

جوانی بچانے والا تیسرا کام

اور جوانی کی حفاظت کے لیے تیسرا کام یہ ہے کہ دل میں گندے خیالات نہ پکاؤ، ماضی کے گناہوں کا خیال آجائے تو اس میں مشغول نہ ہو، کسی مباح کام میں لگ جاؤ یا دوستوں سے مباح گفتگو کرنے لگو۔ دل میں آیندہ گناہ کی اسکیمیں نہ بناؤ کیوں کہ پہلے دل خراب ہوتا ہے پھر اعضا گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

قرآنِ پاک سے مسائلِ سلوک پر استدلال

آج میں علمائے کرام کی وجہ سے مسائلِ سلوک کو قرآنِ پاک سے ثابت کرتا ہوں کیوں کہ لوگ تصوف کو قرآن شریف سے الگ سمجھتے ہیں، ابھی ایک سوال کیا گیا تھا کہ شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا: شریعت نام ہے اللہ پر جسم دینا اور طریقت نام ہے اللہ پر دل فدا کرنا۔

ذکرِ اسمِ ذات کا ثبوت

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے زمانے کا امام بیہقی کہا جاتا ہے ان کی ''تفسیر مظہری'' سے ایک آیت کی تفسیر پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کا نام لو۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ صوفیا جو اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اس کا ثبوت اس آیت سے ملتا ہے کہ اپنے رب کا نام لیجیے۔ بتاؤ! رب کا نام کیا ہے؟ اللہ ہے یا نہیں؟

تبتّل کا ثبوت

آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا

غیر اللہ سے قلب کو خالی کرلو، لیکن یہ مطلب نہیں کہ شہر چھوڑ کر جنگل بھاگ جاؤ۔ جسم کے ساتھ تو شہر میں رہو مگر قلب شہر میں نہ رہے، اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگل بھاگنا جائز نہیں ہے، بلکہ اپنے قلب میں تعلق غیر اللہ کو مغلوب کرکے اللہ کے تعلق کو غالب رکھنا تبتل ہے، قلب سے غیر اللہ کو خالی کرنا یہی ہے نہ کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر جنگل بھاگ جانا، بال بچوں میں رہو مگر دل پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب رہے، جگر شاعر کہتا ہے ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

جس کے دل پر اللہ چھا جاتا ہے وہ جہاں جاتا ہے غالب رہتا ہے۔

محبت سے ذکر کرنے کا ثبوت

تصوف میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کا ذکر محبت سے کرو، تو اللہ کے ذکر میں محبت کی چاشنی لانا کہاں سے ثابت ہے؟ حکیم الامت نے فرمایا کہ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ میں ”رب“ کا جو

www.khanqah.org

لفظ ہے کہ اپنے رب کا نام لو تو چوں کہ پالنے والے سے محبت ہوتی ہے، لٰہذا یہ لفظِ ''رب'' بتا رہا ہے کہ پالنے والے کا نام محبت سے لیا کرو، جس نے تمہیں پالا ہے اور تمہارے پالنے کے لیے سارے عالم میں اسباب بکھیر دیے، ہمالیہ پہاڑ پیدا کیے تاکہ خلیج بنگال سے مون سون ہوائیں بادل لے کر ہمالیہ سے ٹکرائیں اور بارش برسائیں۔

سائنس دانوں کی تحقیق ہے کہ اگر خدا ہمالیہ پہاڑ پیدا نہ کرتا تو خلیج بنگال سے مون سون ہوائیں بادل لے جا کر تاشقند، آذر بائیجان، سمر قند و بخارا میں برستیں اور ہندوستان مثل منگولیا کے ریگستان ہو جاتا، لیکن سائنس دانوں کا دماغ صرف اسباب تک پہنچتا ہے اور اللہ والوں کا دماغ خالقِ اسباب تک پہنچتا ہے کہ سمندر کس نے پیدا کیا؟ سورج کس نے بنایا جس کی گرمی سے بخارات بادل بن کر اُٹھے؟ تو ''رب'' کا لفظ نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ اللہ کا نام دردِ دل اور محبت سے لو، عاشقانہ کیفیت سے اللہ کا ذکر کرنا سیکھو۔ اگر ذکر تعداد میں تو پورا ہو مگر عاشقانہ نہ ہو تو ایسا ہے جیسے آپ کو ایک گلاس گرم پانی دیا جائے تو کمیت تو ہے مگر اس سے پیاس نہیں بجھے گی کیوں کہ کیفیت نہیں ہے اور اگر کیفیت ہے پانی خوب یخ ہے مگر ایک چمچے کے برابر ہے تو کیفیت تو ہے لیکن کمیت نہیں ہے اس سے بھی پیاس نہیں بجھے گی تو جتنا ذکر شیخ نے بتایا ہے اس کی کمیت بھی پوری کرو اور کیفیت بھی پوری کرو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کا ذکر آپ کو کہاں سے کہاں لے جاتا ہے، یہی ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دے گا۔

ذکر اللہ تَبَتُّل کا ذریعہ ہے

اور اللہ تعالیٰ نے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا میں یہ نہیں فرمایا کہ پہلے دل کو خالی کرو پھر ہم کو یاد کرو، اس آیت میں ذکر کو تَبَتُّل پر کیوں مقدم کیا؟ اس کا جواب حکیم الامت نے یہ دیا ہے کہ اللہ کے نام میں یہ خاصیت ہے کہ۔

نکھرتا آرہا ہے رنگِ گلشن
خس و خاشاک جلتے جا رہے ہیں

اللہ کے نام کی برکت سے قلب سے غیر اللہ خود نکل جائیں گے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے

www.khanqah.org

اس آیت کی تفسیر کی کہ جب سورج نکلتا ہے تو اندھیروں کو بھگانا نہیں پڑتا، سورج کی روشنی لاٹھی لے کر اندھیروں سے نہیں کہتی کہ بھاگو بھاگو سورج آرہا ہے بلکہ اندھیرے خود بھاگ جاتے ہیں۔ تو اللہ نے اپنے نام کو مقدم فرمایا کہ میرا نام لیتے رہو گے تو غیر اللہ سے خود ہی نجات مل جائے گی، اندھیرے چھٹ جائیں گے اور تمہارا قلب غیر اللہ سے پاک ہو جائے گا، جو سورج کا ہم نشین ہوتا ہے اس کی نظر ستاروں پر نہیں ہوتی۔ ستاروں پر یاد آیا کہ ایک سیارہ ہے عطارد جس کا کوئی چاند نہیں اور مشتری کے چھ چاند ہیں جبکہ دنیا کو ایک چاند دیا گیا ہے کیوں کہ یہاں شریعت نافذ کرنی تھی اگر کئی چاند ہوتے تو کیا ہوتا، ایک ہی چاند میں لاٹھیاں چل جاتی ہیں اگر دو چاند ہوتے تو اور لڑائیاں ہوتیں، لیکن عطارد سیارہ کو اللہ نے ایک بھی چاند نہیں دیا اس کی وجہ سائنس دان یہ لکھتے ہیں کہ عطارد سورج کے قریب ہے، سورج کی روشنی سے ہر وقت چمکتا رہتا ہے، تو جس کا دل خالقِ سورج سے قریب ہوتا ہے اس کو دنیا کے چاندوں کی طرف التفات ہی نہیں ہوتا کہ کہاں ہے چاند، کدھر ہیں یہ حسین لوگ؟ کیوں کہ وہ اپنے مولیٰ خالقِ آفتاب سے قریب تر رہتے ہیں، ان کا دل سو فیصد روشن رہتا ہے تو ان کو ان چاندوں سے استغنا نصیب ہو جاتا ہے، جیسے جب سورج نکلتا ہے تو ستارے نظر نہیں آتے۔

جب مہر ہوا نمایاں سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

حال میں اپنے مست ہوں غیر کا ہوش ہی نہیں
رہتے ہیں ہم جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

دنیا میں جو اللہ کو پا گیا تو اللہ پوری دنیا کا مزہ بلا تقسیم اس کے دل میں گھول دیتا ہے، وہ صرف قطر اور نائیجیریا کا بادشاہ نہیں ہوتا سارے عالم کا بادشاہ ہوتا ہے۔ جب مولیٰ دل میں آتا ہے تو سارے عالم کی سلطنت اور تخت و تاج کا نشہ مولیٰ دل میں گھول دیتا ہے۔

لَیْسَ عَلَی اللّٰہِ بِمُسْتَنْکِرٍ
اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اللہ کے لیے مشکل نہیں کہ اپنے کسی ولی کے دل میں پورے عالم کی لذات گھول دیں، یہ ایک

عربی شاعر کا شعر ہے کہ اللہ پر مشکل نہیں کہ اپنے کسی ولی کے دل میں پورا عالم بھر دے، اب رہ گئی جنت تو جب خالقِ جنت دل میں آتا ہے یعنی اپنی تجلیٔ خاصہ سے متجلی ہوتا ہے تو جنت والوں کو تو جنت تقسیم ہو کر ملے گی مگر خالقِ جنت پر جو فدا ہے دنیا ہی میں اللہ اس کے دل میں جنت کا رس اور پوری دنیا کی لیلاؤں کا نمک گھول دیتا ہے۔ اور ایک فائدہ اور بھی ہے۔ دنیا کی لیلاؤں کو مہر دینا پڑتا ہے، روٹی کپڑا مکان اور معجون مغلظ بھی کھانا پڑتا ہے لیکن جب اللہ دل میں آتا ہے تو سارے عالم کی لیلاؤں کا رس اللہ دل میں گھول دیتا ہے، نہ غسل واجب ہوتا ہے نہ مہر، بس کیا کہوں! اس مزہ کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ اس پر میرا ایک شعر ہے؎

وہ شاہِ جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

بتاؤ دونوں جہاں افضل ہیں یا خالقِ دو جہاں افضل ہے؟ تو جب دونوں جہاں سے افضل دل میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو دونوں جہاں سے مستغنی کر دیتا ہے، ایسا بندہ اللہ سے جنت کا سوال تو کرے گا مگر جنت کو درجۂ ثانوی میں رکھے گا جیسے حدیث میں ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ[1]

اے اللہ! میں آپ کی رضا مانگتا ہوں اور جنت بھی مانگتا ہوں تو جنت کو درجۂ ثانوی فرمایا اور اللہ کی رضا اور جنت میں واؤ عطف داخل کیا اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغایرت ہوتی ہے تو اللہ کی محبت کی ڈش اور ہے اور جنت کی ڈش اور ہے، جتنے عربی داں علمائے دین یہاں ہیں ان سے پوچھ لو، اختر غیر علماء کی مجلس میں نہیں ہے، علمائے دین کی مجلس میں ہے، بتاؤ! معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت لازم ہے یا نہیں؟

استغفار اور توبہ کے مفاہیم میں فرق

جیسے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

---

[1] المسند للامام الشافعی:۱۲۳

وَّ اَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ[۱]

اپنے رب سے استغفار کرو اور توبہ کرو، معلوم ہوا کہ استغفار اور ہے اور توبہ اور ہے، اگر دونوں یکساں ہوتے تو اللہ تعالیٰ حرفِ عطف نازل نہ فرماتے کیوں کہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت لازم ہے۔ استغفار نام ہے ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنے کا اور توبہ نام ہے مستقبل کے گناہوں سے بچنے کا، پکا ارادہ کرنے کا کہ یااللہ! آیندہ مستقبل میں بھی گناہ نہیں کروں گا، آیندہ کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ استغفار اور توبہ کے مفاہیم میں یہ فرق ہے۔

ذکرِ نفی و اثبات اور توکل کا ثبوت

اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں: رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ جب تم میرا ذکر کرو گے تو شیطان وسوسہ ڈالے گا کہ تیرا دن کا کام کیسے ہوگا اور رات کا کام کیسے ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ مراقبہ سکھا دیا کہ میں رَبُّ الۡمَشۡرِقِ ہوں دن پیدا کرتا ہوں اور رَبُّ الۡمَغۡرِبِ ہوں رات پیدا کرتا ہوں، جو دن اور رات کو پیدا کر سکتا ہے کیا وہ تمہارے دن اور رات کے کام کا کفیل اور ذمہ دار نہیں ہو سکتا؟ تمہارے دن اور رات کے کام نہیں بنا سکتا؟ دن پیدا کرنا مشکل ہے یا تمہارا دو کلو آٹا پیدا کرنا؟ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ نازل کر کے اپنے عاشقوں کو سکونِ قلب و بے فکری سے ذکر میں لگا دیا کہ فکر ہی نہ کرو کہ آٹا کہاں سے آئے گا، جب ذکر پورا کر لو پھر مارکیٹ جاؤ کون منع کرتا ہے مگر حالتِ ذکر میں آٹا آٹا آٹا مت کرو کیوں کہ جو دن پیدا کر سکتا ہے وہ تمہارے دن کی ضروریات کی کفالت بھی کر سکتا ہے اور جو رات پیدا کرتا ہے وہ رات کی کفالت کا بھی ذمہ دار ہے، لہٰذا دن اور رات کے کاموں سے اپنے قلب کو مستغنی کر کے اللہ کا نام لو۔ جب شیخ کا بتایا ہوا ذکر پورا ہو جائے اب مارکیٹ جاؤ، لیکن ذکر کی برکت سے مارکیٹ میں جاؤ گے مگر مار پیٹ نہیں کرو گے یعنی نظارہ بازی نہیں کرو گے، کیوں کہ قلب نور سے بھرا ہوا ہو گا، قلب میں اللہ ہو گا، اللہ کے ہوتے ہوئے غیر اللہ گھسے گا ہی نہیں۔

---

[۱] ھود: ۳

بس نظریں بچا کر رکھو۔ دیکھو! اللہ نے جو یہ پلک دی ہے، یہ آٹومیٹک پردہ ہے، دنیا کے پردوں کے لیے بجلی کا بٹن دبانا یا ڈور کھینچنی پڑتی ہے لیکن اللہ نے ہماری پلک کو خود کفیل بنایا ہے تاکہ جب کوئی نامناسب شکل سامنے آئے اسے بند کر لو اور جب چاہو کھول لو، یہ پردہ کسی بٹن، کسی ڈوری کا محتاج نہیں۔ آہ! جس اللہ نے ہمیں غضِ بصر کا حکم دیا ہے اسی اللہ نے ہمیں خود کفیل آنکھیں دے دیں۔ اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ اے خشک مُلّاؤ! نفی اثبات کے ذکر پر اعتراض مت کرو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے نفی اثبات کا ذکر ثابت ہوتا ہے اور فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا تم اللہ کو اپنا وکیل اور کارساز بنالو۔ اس سے توکل کا مسئلہ ثابت ہو گیا کہ ایسے مالک کو جو مغرب اور مشرق کا مالک ہے اور دن اور رات پیدا کرتا ہے اس کو اپنا کارساز بنالو۔ تو قرآنِ پاک سے توکل کا مسئلہ، تبتل کا مسئلہ، ذکرِ اسمِ ذات کا مسئلہ اور ذکر نفی اثبات کا مسئلہ ثابت ہو گیا۔

اقوالِ مخالفین پر صبر اور ھجرانِ جمیل کی تفسیر

اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ بعض لوگ صوفیوں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ کیا گول ٹوپی پہنے ہوئے پیری مریدی کے چکر میں ہو! تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا

جو تمہیں بُرا بھلا کہیں تم اس پر صبر کرو، انتقام نہ لو اور اس سے الگ ہو جاؤ، ایسے بے وقوفوں کے قریب بھی نہ رہو، مگر الگ ہونے میں ایک قید سن لو وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا تمہاری جدائی میں جمال ہو، یہ نہیں کہ ابے تیری ایسی تیسی کر دوں گا، گالی گلوچ مت کرو ہجران جمیل اختیار کرو اور ہجران جمیل کی تفسیر ہے:

اَلَّذِیْ لَا شَکْوٰی فِیْہِ وَلَا اِنْتِقَامَ

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ہجران جمیل جمال کے ساتھ جدائی اختیار کرنے کو کہتے ہیں جس میں شکایت اور غیبت نہ ہو اور انتقام بھی نہ ہو، کیوں کہ منتقم ولی اللہ نہیں ہو سکتا اور کوئی ولی اللہ منتقم نہیں ہوتا۔ اب اس کے بعد ایک سوال اور اس کا جواب دے کر مضمون ختم کرتا ہوں۔

تہجد کا آسان طریقہ

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری کے مصنف لکھتے ہیں کہ تصوف کا سب سے اونچا مقام قرآنِ پاک کی تلاوت اور تہجد ہے اور ذکرِ اسمِ ذات و نفی اثبات وغیرہ ابتدائی مقام ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری اسباق شروع میں ہی کیوں دے دیے؟ علامہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں یہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا پہلے تہجد سے متعلق ایک اہم مسئلہ بتادوں۔ بعض لوگ کمزوری کی وجہ سے آدھی رات کو اٹھ کر تہجد نہیں پڑھ سکتے تو ایسے لوگوں کو کیا کرنا چاہیے؟ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاِنَّ هٰذِهِ السُّنَّةَ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ [۱]

جو کمزوری سے رات کو نہ اُٹھ سکے تو وتر سے پہلے دو رکعت پڑھ کر سو جائے اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لے تو اس کی سنتِ تہجد ادا ہو جاتی ہے، یہ لوگ بھی قیامت کے دن تہجد گزار اُٹھائے جائیں گے۔ آج کل زیادہ جاگنے سے لوگوں کی صحت خراب ہو رہی ہے، ڈپریشن اور ٹینشن کی بیماریاں ہو رہی ہیں، بلڈ پریشر ہو رہا ہے لہٰذا وتر سے قبل دو رکعت تہجد پڑھنے سے بھی تہجد کی سنت ادا ہو جائے گی، البتہ قوی لوگ مستثنیٰ ہیں۔ میں نے پنجاب کے ایک دوست سے پوچھا کہ پینسٹھ کو پنجابی میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا پینٹھ کہتے ہیں، میں نے کہا طاقت کی فراوانی سے پینٹھ میں اینٹھ کا لفظ موجود ہے اسی لیے اینٹھا ہوا جواب دیا، یہ دلیل ہے کہ اہلِ پنجاب طاقتور ہوتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک مزاح کی بات تھی۔ تو میں نے بتادیا کہ کمزور سے کمزور آدمی بھی تہجد پڑھ سکتا ہے یعنی وتر سے پہلے دو رکعت تہجد پڑھ لو پھر اگر رات کو آنکھ کھل جائے تو اعلیٰ ڈش بھی حاصل کر لو، پہلے شوربہ چپاتی کھالو پھر آدھی رات کے بعد اگر آنکھ کھل جائے تو بریانی اور کباب بھی کھالو۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ اگر رات کو اُٹھ جائیں تو پھر دن میں سبق نہیں پڑھا سکتے۔ مجھے ایک محدث ملے کہ رات کو جاگنے کی وجہ سے ان کو لو بلڈ پریشر رہتا تھا اور چکر آتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ بس دو رکعت وتر سے پہلے پڑھ لو، اگر وتر کے بعد پڑھو تو

---

[۱] ردالمحتار: ۲/۴۶۷، مطلب فی صلوٰۃ اللیل، دار عالم الکتب، ریاض

www.khanqah.org

بھی جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ وتر سے پہلے پڑھ لو اور وتر کو آخر میں پڑھو۔ مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ بات فرمائی۔

وسیلہ کا مدلل ثبوت

ایک مرتبہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرماتھے، میں بھی موجود تھا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ وسیلہ پکڑنا کہاں سے جائز ہے؟ آپ لوگ جو شجرہ پڑھتے ہیں اور بزرگوں کا وسیلہ پکڑتے ہیں یہ کہاں سے جائز ہے؟ میرے شیخ نے فرمایا کہ ہمارے بڑے مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں، یہ اس کا جواب دیں گے۔ مولانا یوسف بنوری نے فرمایا کہ میں وہ جواب دیتا ہوں جو علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا کہ حدیث میں ہے کہ تین آدمی غار کے منہ پر چٹان گرنے کی وجہ سے پھنس گئے، تینوں نے اپنے اپنے عمل کا واسطہ دیا، ایک کے عملِ مقبول کی برکت سے پہلے تہائی چٹان ہٹی پھر دوسرے کے عملِ مقبول کی برکت سے تہائی چٹان ہٹی اور پھر تیسرے کے عملِ مقبول کی برکت سے پوری چٹان ہٹ گئی۔ تو جب قالب کے عمل کا واسطہ دینا جائز ہے تو اللہ والوں سے محبت کرنا تو قلب کا عمل ہے اور قلب قالب سے اعلیٰ ہوتا ہے پھر اس کا وسیلہ دینا یعنی اللہ والوں سے اپنی قلبی محبت کا وسیلہ دینا کیسے جائز نہیں ہوگا؟ جب قالب کا عمل وسیلہ بن سکتا ہے تو قلب کا عمل کیوں وسیلہ نہیں بن سکتا؟ اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے، کیوں کہ نظر بچانے پر دل تکلیف اُٹھاتا ہے، دل مزدور بن جاتا ہے اور دل بادشاہ ہے، تو جب بادشاہ مزدوری کرتا ہے تو اس کی مزدوری کی قیمت بھی عام مزدور سے زیادہ ہوتی ہے۔

سلوک کے آخری اسباق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدا ہی میں کیوں دیے گئے؟

تو میں عرض کر رہا تھا کہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ مظہری میں

لکھتے ہیں کہ تہجد اور قرآنِ پاک کی تلاوت یہ سلوک کا سب سے اونچا مقام ہے اور سلوک کے آخری اسباق ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا اور وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا نازل فرما کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری اسباق شروع میں کیوں دیے؟ حالاں کہ پہلے میٹرک ہوتا ہے، پھر انٹر میں داخلہ ہوتا ہے، پہلے موقوف علیہ پڑھایا جاتا ہے پھر بخاری شریف دی جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف جس پر نازل ہو رہا تھا وہ سلوک کے سب سے اونچے مقام پر تھے، سَیِّدُ الۡمُنۡتَھِیِیۡنَ تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام و اکرام میں اعلیٰ سبق پہلے نازل کر دیا اور جو شروع کے اسباق تھے عام امت کے لیے ان کو بعد میں نازل فرمایا۔

اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو قبول فرمائیں، مہتمم کو، طلباء کو، عمالِ مدرسہ کو، ہم سب لوگوں کو قبول فرمالیں اور خزانۂ غیب سے مالیاتی مدد بھی فرمائیں اور جملہ دینی مدارس کو قبول فرمائیں، ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائیں اور مالیاتی معاملے میں ابتلا سے بچائیں، عظمتِ دین اور عزتِ نفس کے ساتھ ہم سب کو مدرسہ چلانے کی، خدمت کی سعادت نصیب فرمائیں اور ہم سب کو ولی اللہ بنا دیں، اولیائے صدیقین کی خطِ انتہا تک پہنچا دیں۔ یا اللہ! جتنے لوگ بیٹھے ہیں کسی ایک کو بھی محروم نہ فرما، اختر مسافر ہے اور مسافر کی دعا کو آپ رد نہیں کرتے، اختر کو اور آپ سب کو ولایت کا جو سب سے اعلیٰ مقام ہے یعنی نسبتِ صدیقین کی خطِ انتہا تک ہمیں پہنچا دے اور ہمیں اس کا شکر بھی نصیب فرما اور کراچی، لاہور اور پشاور سے جو احباب بے چارے تکلیف اٹھا کر یہاں آئے ہیں ان سب پر بھی آپ رحم فرمائیں اور کسی کو محروم نہ فرمائیں، ہم سب کو دنیا بھی دے دیجیے اور آخرت بھی دے دیجیے اور پورے ملک کو رحمت کی بارش کی بھی ضرورت ہے، اپنی رحمت کی بارش سے ہم سب کو مالا مال کر دیں اور ہم کو ہمارے تمام نیک ارادوں میں بامراد کر دیجیے، آمین۔

بِرَحۡمَتِکَ یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ اگر اپنی دعا قبول کرانا چاہتے ہو تو یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ تین دفعہ پڑھ لو کیوں کہ اس میں اسمِ اعظم ہے[۱۳] اور یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ کے معنیٰ بھی کم

[۱۳] روح المعانی:۶/۱۲۷، المآئدۃ (۳۵)، دار احیاء التراث، بیروت

لوگ بتا سکیں گے، **یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ** کے معنٰی ہیں **ذُوالْاِسْتِغْنَاءِ الْمُطْلَقِ وَالْفَضْلِ الْعَامِ**[۱۴] انسانوں میں بعض لوگ مستغنی تو ہیں مگر ان کا فیض عام نہیں ہے، مگر اللہ نے فرمایا میں مستغنی ہوں، تم سے بے نیاز ہوں مگر سارے عالم کا خیال رکھتا ہوں، میرا فضل عام ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، میں کمزور ہوں، بیمار ہوں، بڑی مشکل سے ہمت کر کے آیا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کے خلوص کی برکت سے مجھے ہمت اور طاقت عطا فرمادی، اللہ تعالیٰ میرے بیان کو قبول فرمالیں، میری زبان کو قبول فرمالیں، آپ کے کان کو قبول فرمالیں، ہم سب کو اپنا مقبول، اپنا محبوب فرمالیں اور غیر مقبول اور نامقبول اعمال سے حفاظت کو مقدر فرمائیں، ابھی جوانی ہی سے ہمارے بچوں کو تقویٰ دے دیں اور ہم سب کو صاحبِ تقویٰ بنادیں اور صاحبِ ولایت بنادیں اور ولایت بھی سب سے اعلیٰ قسم کی جس کے آگے ولایت کی حد ختم ہے اور وہ ہے اولیائے صدیقین کی خطِ انتہا، اس کے آگے نبوت ہے اور نبوت مانگنا جائز نہیں ہے، اب نبوت کے دروازے قیامت تک کے لیے بند ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ! جہاں تک دروازہ کھلا ہے وہاں تک اپنے فضل سے، اپنے کرم سے بلا استحقاق ہم سب کو اولیائے صدیقین کی خطِ انتہا تک پہنچا دے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

❁❁❁❁

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے

اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

---

[۱۴] التفسیر البیضاوی

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو، بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹّہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ بْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

www.khanqah.org

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَةِ وَھِیَ مَادُوْنَ الْقَبْضَةِ کَمَا یَفْعَلُہٗ
بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں، اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بدنظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

www.khanqah.org

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَی الۡعَیۡنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹالو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

www.khanqah.org

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)…اللہ ورسول کا نافرمان ۲)…آنکھوں کا زناکار ۳)…ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو

اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا: ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰهُ اَللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) دُرود شریف کی۔

www.khanqah.org

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں اور نفسا نفسی کے عالم میں عرش کا سایہ حاصل کرنے والے خوش نصیب انسانوں میں ایک گروہ ان نوجوانوں کا بھی ہوگا جنہوں نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں بسر کی ہوگی۔ حیاتِ انسانی کا سب سے بہترین دور جوانی کا ہے جس میں کام کرنے کا جذبہ، صلاحیت اور طاقت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ اس طاقت کا استعمال اگر اللہ تعالیٰ کی راہ طے کرنے میں، عبادات مثلاً نوافل، تلاوت اور ذکر کی کثرت اور گناہوں سے بچنے میں کیا جائے تو انسان بہت جلد ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''طریق الی اللہ'' میں خاص طور پر نوجوانوں کو ان کی جوانی برباد ہونے سے بچانے کے لیے نہایت قیمتی نصائح بیان فرمائی ہیں۔ حضرت اقدس نے اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں نوجوانوں کو پاکیزگی اور عفت سے زندگی گزارنے کے لیے قرآن و حدیث کے وہ اعمال بتائے ہیں جو ان کو اللہ والا بنانے کے لیے بہت موثر ثابت ہوں گے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری